اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

یقیناً یہ قرآن ہدایت کرتا ہے اس راہ کی جو سب سے سیدھی ہے
اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو

مقامِ صحابہؓ کے سلسلے میں قرآن مجید کی دس آیتوں کی بینظیر تفسیر

مقامِ صحابہؓ قرآن مجید کی روشنی میں

از:

امام اہل سنت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی نور اللہ مرقدہ

[Website: DifaAhleSunnat.com]

بموقعہ :

کل ہند تحفظ ناموس صحابہؓ کانفرنس

یکم مئی ۲۰۱۱ء ـــــ رفاہ عام کلب سٹی اسٹیشن لکھنؤ

شائع کردہ: مجلس تحفظ ناموس صحابہؓ۔ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین.

امابعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت کے راستے پر لانے کے لئے بیشمار پیغمبروں کو دُنیا میں مبعوث کیا، جن لوگوں نے ان نبیوں کی بات مانی وہ کامیاب ہوئے اور جنھوں نے انکا انکار کیا، انکی بات کو نہیں سنا وہ دنیا اور آخرت میں ناکام رہے۔ آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے عالمگیر پیغام دیکر تمام انسانوں کیلئے نبی ورسول بنا کر مبعوث کیا" وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا. یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تریسٹھ سالہ حیاتِ مبارکہ میں وحی الٰہی جو قرآن مجید کی شکل میں نازل ہوئی اور تعلیماتِ الٰہیہ جو احادیثِ مبارکہ کی صورت میں آپ کے ذریعہ ظاہر ہوئیں کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ رب العزت نے اپنے ذمہ لی، اس لئے کہ آپ سے پہلے انبیاء کرام آخری نبی نہیں تھے ان کا پیغام انکی مبارک زندگیوں کے بعد اپنی اصلی شکل وصورت میں باقی نہیں رہا، برخلاف حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کے بعد اللہ کی وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا، رہتی دنیا تک آپ ہی کی نبوت و رسالت باقی رہیگی۔ اس حفاظتِ دین کے لئے انتظامِ خداوندی یہ اختیار کیا گیا کہ آپ کی امت آپکے دین، آپکی شریعت، آپ پر نازل شدہ وحی کی پوری پوری حفاظت کریگی۔ چنانچہ امت کی پہلی صف یعنی حضرات صحابہ کرامؓ جو قرآن اور حدیث کے عینی گواہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعتبار کی مکمل سند رکھتے ہیں نے آپ کے دین کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔ حدیث پاک میں اللہ کے آخری رسولؐ نے اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا "کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی" (بخاری) یعنی بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوجاتی تھی تو دوسرا نبی آجاتا تھا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام کو اپنے مخالفین کا سامنا روزِ اول سے رہا ہے جس کی تفصیلات قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام میں موجود ہیں، اور کیوں نہ ہو شیطان اور شیطانی طاقتوں کو توحید اور بندگی پر انسانوں کا قائم رہنا کہاں گوارہ ہے، آنحضورؐ کی وفات کے بعد

مسلمانوں میں گھس کر ایسے عقیدوں کو داخل کیا جائے کہ جس کے نتیجہ میں قرآن، حدیث اور پوری شریعتِ اسلامیہ درہم برہم ہو جائے۔ واقعی اگر اس دین کی حفاظت اور بقا کیلئے اللہ رب العزت کا وعدہ نہ ہوتا تو یہ اسلام دشمن تحریکات اپنی کوششوں میں کسی درجہ کامیاب ہو جاتیں، یہود و نصاریٰ اور ان سے پیدا ہونے والے فتنوں نے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد صحابہ کرامؓ جو خیارِ امت ہیں کی طرف سے بدگمانیاں پیدا کرنا شروع کر دیں اور کچھ ہی دنوں میں عداوتِ صحابہؓ کی بنیاد پر مستقل ایک دین سامنے آیا، ظاہر ہے کہ اگر صحابہ کرامؓ کو ہٹا دیا جائے تو قرآن اور حدیث کسی چیز کا اعتبار باقی نہیں رہیگا، لیکن بقائے دین کا کام ہوتا رہا دورِ صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، علماء و محدثین نے نیابتِ نبی کا فریضہ انجام دیا اور دین خالص کی حفاظت و صیانت کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

اسلاف اور بزرگوں کی یہ سنت جاری رہی، بعد والے اس اہم کام سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں رہے، امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، ہمارے اس آخری دور انیسویں صدی میں امام اہل سنت مولانا عبدالشکور فاروقیؒ نے اپنے پیشرو اکابر کے خطوط کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کیا اور حضرات صحابہ کرامؓ پر ہونے تمام حملوں کا نہ صرف جواب دیا بلکہ حملہ آوروں کی ذہنیت کو بھی طشت از بام کیا، ہزاروں صفحات پر مشتمل مضامین اسی محنت کا نتیجہ ہیں۔

زیر نظر کتاب حضرت امام اہل سنتؒ کی تفسیر آیات کا ایک جزء ہے جس میں دس آیتوں کی تفسیر کی ہے، حضرت امام اہلسنتؒ نے اپنے سلسلہ تفسیر آیات میں ''تفسیر آیاتِ متفرقہ'' کے نام سے اس کو شائع کیا تھا اب ہم مقامِ صحابہؓ قرآن وحدیث کی روشنی میں'' کے نام سے تحفظ ناموس صحابہؓ کانفرنس کے موقعہ پر مجلس تحفظ ناموس صحابہؓ کی طرف سے اس کو شائع کر رہے ہیں، جس کے مطالعہ سے صحابہ کرامؓ کے مقام و مرتبہ اور ان خصوصیات کا علم ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے ان کی شان کو بلند کرنے کے لئے بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر طرح قبول فرمائے۔ آمین

(مولانا) **عبدالعلیم فاروقی**

صدر مجلس تحفظ ناموس صحابہؓ، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمداً کثیراً کما امر والصلوٰۃ والسلام
علیٰ سید البشر سیدنا مولانا محمد ذی النور
الانور وعلیٰ آلہ وصحبہ الیٰ یوم المحشر.

امابعد! حق تعالیٰ کی عنایت بے غایت کا شکر کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا کہ تفسیر آیات خلافت کا سلسلہ اختتام کو پہونچا اور یہ رسالہ اس سلسلہ کا آخری نمبر ہے۔

اس وقت جو چند متفرق آیات کی تفسیر ھدیۂ ناظرین کی جاتی ہے اس سے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہوگی کہ قرآن مجید کو کس قدر اہتمام صحابہ کرامؓ کی تقدیس و تطہیر کا مدنظر ہے اور کیوں نہ ہو اس آخری شریعت کے راوی اور ناقل اور پاسبان اور نگہبان وہی حضرات ہیں۔ قرآن مجید کے اس اہتمام بلیغ کا یہ اثر ہے کہ کلمہ گویان اسلام میں بہت سے فرقے ہو گئے جن میں باخود ہا سخت اختلاف ہے مگر صحابہ کرامؓ کی عظمت و جلالت پر سب متفق ہیں، کسی نے ان کے تقدس میں کلام نہیں کیا سوا ایک فرقہ شیعہ کے جس کا اصل مقصد قرآن مجید کو مشکوک بنانا ہے اور جس کو اصل عداوت قرآن مجید سے ہے اور اسی وجہ سے قرآن مجید کا یہ تمام اہتمام اس کی نظر میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

قرآن مجید کے سامنے شیعوں کی حیرانی و پریشانی قابلِ تماشا ہے، کبھی تو وہ قرآن مجید کو محرف کہہ کر اپنی گلوخلاصی کرنا چاہتے ہیں اور بے تأمل صاف کہہ دیتے ہیں کہ اس قرآن میں کفر کی باتیں بھری ہوئی ہیں اور اس قرآن کے مضامین سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور کبھی قرآن مجید کو معمیٰ اور چیستاں کہہ کر پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔ غرضیکہ عجیب مخمصہ میں ہیں، کچھ بنائے نہیں بنتی۔ مجتہدین شیعہ نے میری

تفاسیر میں دو ایک کا جواب لکھ کر اپنی عاجزی و سراسیمگی کا اچھی طرح اظہار کر دیا ہے کہ اب کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ والحمد لله علیٰ ذلک

واضح رہے کہ قرآن مجید میں علاوہ اُن آیات کے جن میں صحابہ کرامؓ کی مدح وصفت اصلی مقصد کے طور پر بیان کی گئی ہے بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن میں ضمناً وتبعاً اُن کی تعریف ہے اور تعریف بھی ایسی جس سے مذہبِ شیعہ کا ساختہ و پرداختہ گھروندا بالکل مٹ جاتا ہے، نمونے کے طور پر چند آیات اس مقام پر زیبِ رقم کی جاتی ہیں۔ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

پہلی آیت

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ (آل عمران پارہ ۴)

ترجمہ: بہ تحقیق احسان کیا اللہ نے ایمان والوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انھیں کی جنس سے، جو اُن کو آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر چہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

ف: اس آیت میں حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو اپنا احسان قرار دیا ہے اور جو فوائد آپ کی ذات مبارک سے مخلوق کو حاصل ہوئے ان کو بیان فرمایا ہے جن میں ایک فائدہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو پاک کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ پاک کرنا ظاہر جسم کا پاک کرنا نہ تھا اور نہ ظاہر جسم کا پاک کرنا کوئی ایسی چیز ہے جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں ذکر کی جائے اور خداوندِ عالم جل شانہ اس کو اپنے انعامات واحسانات

میں شمار فرمائے۔ ظاہر جسم کی پاکی تو ہر شخص خود وضو یا غسل سے حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ یہ پاک کرنا باطن کا تھا کہ آپ کی صحبت سے، آپ کی توجہ سے لوگوں کے قلوب پاک ہوتے تھے، لوگوں کے نفوس سے بری عادات وخصائل، کفر وشرک کی ظلمت ونجاست کا ازالہ ہوتا تھا۔ احادیث میں سیکڑوں واقعات اس قسم کے ملتے ہیں کہ کوئی کافر آپ کی خدمت میں آیا جو شرک وکفر کی نجاست میں سر سے پاؤں تک ڈوبا ہوا اور اسلام کی عداوت سے اس کا سینہ بھرا ہوا تھا اور چشم زدن میں آپ کی توجہ اس میں انقلاب عظیم پیدا کر دیتی تھی اور وہ مسلمان ہو کر دینِ الٰہی کی محبت میں سرشار ہو جاتا تھا۔

اسی آیت کی وجہ سے اہل سنت کا یہ اعتقاد ہے کہ صحابہ کرامؓ کل کے کل نہایت مقدس اور نہایت مزکّیٰ تھے اور زمانہ مابعد کا کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی اُن کے رتبہ کو نہیں پا سکتا وہ سب خدا کے رسولؐ کے پاک کیے ہوئے تھے۔

اگر کوئی روایت اُن کے تقدس کے خلاف ملے تو یقیناً وہ روایت جعلی ہے اور قرآن مجید کے خلاف ہونے کے باعث مردود ہے۔

مگر مذہبِ شیعہ کی تعلیم کے موافق اگر تینوں خلیفہ اور ان کے ساتھیوں کو منافق ومرتد اور ظالم وغاصب مان لیا جائے (معاذ اللہ منہ) تو پھر یہ صفت تزکیہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں باقی نہیں رہتی بلکہ آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اگر شیعہ کہیں کہ اس آیت میں جمع کے الفاظ سے صرف ایک حضرت علیؓ کی ذات مراد ہے، انھیں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک کیا تھا اور وہی ایک مقدس مزکّیٰ تھے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت علیؓ بقول شیعہ کبھی گمراہی میں نہ تھے اور یہ آیت بتا رہی ہے کہ جو لوگ صریح گمراہی میں تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پاک کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کے علاوہ چار اشخاص کو اور بھی شیعہ مومن کہتے ہیں لیکن اول تو ان

کا ایمان حسبِ روایاتِ شیعہ[1] کامل نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ چار اشخاص کی پاکی کوئی ایسی غیر معمولی اہمیت نہیں رکھتی جس کا ذکر اس اہتمام سے کیا جائے۔ خصوصاً جبکہ ایک بڑا گروہ جو ہر وقت آپ کی صحبت میں رہتا تھا اس کو آپ مطلق پاک نہ کر سکے۔ جس طبیب کے زیرِ علاج ایک لاکھ مریض ہوں ان میں اگر تین چار مریض شفا پائیں اور باقی سب اسی طرح اپنے مرض میں مبتلا رہ کر ہلاک ہو جائیں تو وہ طبیب ہرگز لائقِ تعریف نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے ہاتھ میں شفا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے علم کی عظمت بھی اس آیت سے معلوم ہوتی ہے جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قرآن کی تعلیم دی ہو اُن کے برابر کس کا علم ہو سکتا ہے۔ جو مضمون اس آیت میں بیان فرمایا ہے وہی مضمون قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں ہے از انجملہ سورۂ جمعہ میں تو الفاظ بھی قریب قریب متحد ہیں۔

دوسری آیت

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا. آل عمران پارہ ۴)

ترجمہ: اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جبکہ تم باہم دشمن تھے پھر اللہ نے تمھارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی پس تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تم کو اُس سے نجات دی۔

---

[1] حیات القلوب جلد دوم ص ۶۴۳ میں ہے "شیخ کشی بسندِ معتبر روایت کردہ است کہ ہیچ از یک صحابہؓ نبود کہ بعد از حضرت رسول حرکتے نکند مگر مقداد بن اسود"۔ پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے "کشی بسند حسن از حضرت امام باقر روایت کردہ است کہ صحابہ بعد از حضرت رسولؐ مرتد شدند مگر سہ نفر سلمان وابوذر و مقداد، راوی گفت عمار چہ شد حضرت فرمود کہ اندک میلے کرد و بزودی برگشت پس فرمود کہ اگر کسے را خواہی کہ ہیچ شک نہ کردہ و شبہہ اورا عارض نہ شد او مقداد است"۔

یہی مضمون ایک دوسری آیت میں اس طرح ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ،یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (انفال، پارہ۱۰)

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اے نبی آپ کو اپنی مدد سے اور ایمان والوں سے قوت دی اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی، اگر آپ تمام روئے زمین کی دولت خرچ کردیتے تو بھی اُن کے دلوں میں الفت پیدا نہ کرسکتے، لیکن اللہ نے اُن میں باہم اُلفت پیدا کردی بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے نبی اللہ آپ کے لئے کافی ہے اور جو ایمان والے آپ کے پیرو ہو چکے ہیں۔

ف: ان دونوں آیتوں میں صحابۂ کرامؓ کے متعلق وہ باتیں بیان فرمائی ہیں کہ اُن کے مان لینے کے بعد مذہبِ شیعہ قطعاً فنا ہو جاتا ہے۔

ایک مضمون ان دونوں آیتوں میں مشترک ہے اور ایک ایک غیر مشترک۔

مشترک مضمون یہ ہے کہ خداوندِ کریم نے خبر دی کی صحابہ کرامؓ میں قبل اسلام باہم سخت عداوت تھی کہ اُس کا دور کردینا انسانی طاقت سے بالاتر تھا حتیٰ کہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت فرمایا کہ آپ بھی تمام دنیا کی دولت خرچ کرکے ان کی عداوت زائل نہ کرسکتے تھے، خداوندِ کریم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اُس عداوت کو دور کرکے ان میں باہم اُلفت پیدا کردی کہ وہ بھائی بھائی ہوگئے، ان کی اس باہمی اُلفت کو خدا نے اپنی نعمت فرمایا۔

اس مضمون سے دو نتیجے برآمد ہوئے: **اول** یہ کہ قرآن شریف یہ بتاتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ میں باہم اُلفت ومحبت تھی اور ایسی الفت ومحبت جو خدا کی قدرتِ کاملہ کا ایک نمونہ تھی، ان کی اس باہمی محبت کو ایک اور آیت میں **رحماء بینھم** کی لفظ سے تعبیر فرمایا اور ایک اور آیت میں **اذلة علی المومنین** کی لفظ سے۔ غرضیکہ

جا بجا مختلف کلمات میں اُس کو بیان فرمایا ہے۔ مگر مذہبِ شیعہ یہ بیان کرتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ کی وہ دیرینہ عداوتیں بدستور قائم تھیں، بنی امیہ اور بنی ہاشم میں باہم وہی بغض وعناد اپنا کام کر رہا تھا اور اسی بغض وعناد کی وجہ سے حضرت علیؓ کو پہلی خلافت نہ مل سکی اور ان پر طرح طرح کے ظلم ہوئے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

دوم: یہ کہ قرآن شریف یہ بتاتا ہے کہ صحابۂ مخلصین کی ایک جماعت تھی مگر مذہبِ شیعہ کی تعلیم یہ ہے کہ صرف چار پانچ اشخاص مخلص تھے باقی سب منافق تھے یہ تعلیم کھلم کھلا قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ ان چار پانچ اشخاص میں نہ تو پہلے سے کوئی عداوت تھی نہ چار پانچ اشخاص میں اُلفت پیدا کر دینا کوئی ایسا بڑا کام ہے جس کو اس اہتمام سے بیان کیا جائے اور اسکو خدا کی قدرت کا کرشمہ کہا جائے۔

تینوں خلفاء کو مومن کامل اور خلیفۂ برحق نہ ماننے سے شیعوں کو یہ دو صریح مخالفتیں قرآن کی کرنی پڑیں لیکن وہ مخالفت قرآن کی کچھ پروا نہیں کرتے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ۔ کوئی شیعہ خدا کیلئے بتادے کہ وہ کون لوگ تھے جن میں باہم عداوت تھی اور ایسی عداوت کہ کسی طرح زائل نہ ہو سکتی تھی اور خدا نے ان کی عداوت کو دور کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دیا۔ یقیناً قیامت تک کوئی شیعہ اپنے مذہب کی رو سے اس کو نہیں بتا سکتا۔

اگر شیعہ کہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیشک ان کی عداوتیں زائل ہو گئی تھیں اور وہ باہم ایک دوسرے کے دوست بن گئے تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد ان میں وہ عداوتیں پھر عود کر آئیں۔ لہٰذا آیت کا مضمون سچا ہے اور مذہب شیعہ کی تعلیم اس کے خلاف نہیں۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو یہ بات مسلمات مذہب شیعہ کے خلاف ہے کیونکہ شیعہ صحابہ کرامؓ کو اول روز سے مومن نہیں مانتے، کہتے ہیں کہ منافقانہ ایمان لائے تھے۔ دوسرے یہ کہ جو نعمت اس قدر قلیل مدت کیلئے ان کو ملی تھی اور پھر ان سے لے لی گئی اس کا احسان رکھنا خداوندِ عالم الغیب کی شان سے بعید اور بہت بعید ہے۔

غیر مشترک مضمون یہ ہے کہ پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ اے اصحابِ نبی تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تم کو اس سے نجات دی اور دوسری آیت میں فرمایا کہ اے نبی آپ کی مدد کے لئے وہ مومنین کافی ہیں جو آپ کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان دونوں مضمونوں کی تصدیق مذہب شیعہ کی تعلیم پر ناممکن ہے، اس لیے کہ تینوں خلیفہ کے مومن اور خلیفۂ برحق نہ ہونے سے تمام صحابہ کرامؓ کو باستثنا چار پانچ اشخاص کے منافق و مرتد ماننا پڑتا ہے، لہٰذا وہ دوزخ سے نجات یافتہ نہیں ہو سکتے یا بعبارتِ دیگر خدا جس کے نجات یافتہ ہونے کی خبر دے وہ منافق و مرتد نہیں ہو سکتا۔

نیز جبکہ تمام صحابہؓ مرتد قرار دئے گئے، منافق مانے گئے تو چار پانچ اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے کسی طرح کافی نہیں ہو سکتے اور حضرت علیؓ تنہا اگر مدد کیلئے کافی ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بے یار و مددگار ہونے کی وجہ سے حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کیوں کر لیتے؟

مذہبِ شیعہ کا عجب حال ہے کبھی تو وہ حضرت علیؓ کو اتنا بڑا شجاع اور اتنا بڑا طاقتور ظاہر کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا کے مقابلہ میں وہی اکیلے کافی تھے اور کبھی وہ ان کو ایسا کمزور اور مغلوب اور بزدل بناتا ہے کہ وہ کچھ کر ہی نہ سکتے تھے، ان کی خلافت چھین لی گئی، ان کی بیٹی غصب کر لی گئی سارا دین تباہ کر دیا گیا مگر وہ بول بھی نہ سکے۔

تیسری آیت

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ. (حجرات پارہ ۲۶)

ترجمہ: اور (اے مسلمانو) جان لو کہ بہ تحقیق تمہارے درمیان میں اللہ کا رسول

ہے اگر وہ اکثر باتوں میں تمہارا کہنا مان لیا کرے تو تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ نے ایمان کو تمھارا محبوب بنادیا ہے اور اسکو تمھارے دلوں میں رچا دیا ہے اور کفر و فسق و نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا ہے، یہی لوگ راشد ہیں، یعنی ہدایت یافتہ ہیں اللہ کی بخشش اور احسان سے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

پھر ایک اور آیت میں اسی کے مثل یوں ارشاد ہوتا ہے:۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً. (فتح پارہ ۲۶)

ترجمہ: پھر اللہ نے اپنا سکینہ اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر نازل کیا اور صفتِ تقویٰ اُن کیلئے لازم کردی اور وہ اس انعام کے سب سے زیادہ مستحق اور سزاوار تھے اور اللہ ہر شئے کا جاننے والا ہے۔

ف: ان دونوں آیتوں میں حق تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے لئے اور دوسری آیت میں خصوصیت کے ساتھ اہل حدیبیہ کے لئے چند ایسی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں جن کی نظیر کسی اور کے لیے مل نہیں سکتی۔ اُن فضائل کو مذہب شیعہ کے لئے سمِ قاتل کہا جائے تو بجا ہے۔

(۱) اُن کو ایمان سے قلبی محبت ہے۔

(۲) ایمان ان کے دلوں میں بس گیا ہے۔

(۳) کفر وفسق اور ہر قسم کے گناہ سے ان کو دلی نفرت ہے۔

(۴) وہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(۵) اُن پر سکینہ نازل ہوا۔

(۶) صفتِ تقویٰ اُن کے لئے لازم ہے یعنی اُن سے جدا نہیں ہو سکتی۔

(۷) وہ لوگ اس عظیم الشان انعام کے مستحق اور سزاوار تھے۔

قرآن شریف میں جن کے ایسے عظیم الشان اوصاف بیان کئے گئے ہوں

بھلا کوئی ایمان دار اس بات کو مان سکتا ہے کہ ان سے کوئی حرکت ایمان اور تقویٰ کے خلاف صادر ہو۔ اگر کوئی شخص ناانصافی پر کمر باندھ کر یہ کہے کہ ان تمام اوصاف کے مصداق صرف ایک حضرت علیؓ تھے تو جواب اُس کا یہ ہے کہ حضرت علیؓ کو شیعہ معصوم مانتے ہیں اور ان آیتوں میں یہ صفات ان لوگوں کی بیان ہوئی ہیں جن کا غیر معصوم ہونا بھی انھیں آیتوں سے ظاہر ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا کہ رسولؐ اکثر باتوں میں تمھارا کہنا مان لیں تو تم تکلیف میں پڑ جاؤ، اگر وہ معصوم ہوتے تو اُن کا کہنا مان لینے سے کبھی کوئی خرابی نہ پیش آتی۔

ان آیتوں کے ہوتے ہوئے اگر لاکھوں روایتیں کیسی ہی صحیح السند صحابۂ کرامؓ سے خلافِ ایمان وخلافِ تقویٰ کسی حرکت کا صادر ہونا بیان کریں تو ایماندار کا فرض ہے کہ ان روایتوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے، قرآن مجید کے خلاف کوئی روایت اور کوئی چیز مقبول نہیں ہوسکتی۔

چوتھی آیت

فَاِنْ یَّکْفُرْ بِھَا ھٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِھَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِھَا بِکٰفِرِیْنَ۔ (انعام پارہ ۷)

ترجمہ: اگر یہ لوگ یعنی کفار مکہ نبوت کا انکار کریں (تو کچھ پروا نہیں) بہ تحقیق ہم نے اس پر اُس قوم کو مقرر کیا ہے جو اُس کے ساتھ کفر کرنے والی نہیں ہے۔

ف: اس آیت میں ایک قوم کی خدا نے تعریف کی ہے اور اپنا مقرر کیا ہوا ان کو فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ قوم انبیاء کی نبوت کا کفر کرنے والی نہیں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ مراد اس قوم سے کون لوگ ہیں یہ بالکل ظاہر ہے اس لئے کہ یہ سورۂ انعام مکی ہے، قبل ہجرت نازل ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ لفظ قوم سے مراد مہاجرین کی جماعت ہے جو قبل ہجرت ایمان لا چکے تھے اور ہوسکتا ہے کہ انصار بھی مراد لیے جائیں کیونکہ وہ بھی ہجرت

سے پہلے ہی شرف باسلام ہو چکے تھے، حق تعالیٰ نے مہاجرین وانصار کو اپنا مقرر کیا ہوا اس لئے فرمایا کہ اس سعادتِ عظمیٰ کی توفیق ان کو خدا ہی کی طرف سے ملی تھی۔

پانچویں آیت

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنیٰ مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ. (مزمل پارہ ۲۹)

ترجمہ: بہ تحقیق (اے نبیؐ) آپ کا پروردگار جانتا ہے کہ آپ قریب دو تہائی رات کے خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کبھی ایک تہائی رات اور ایک گروہ اُن لوگوں میں سے جو آپ کے ساتھ ہیں۔

ف: حق تعالیٰ نے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت عبادت کا تذکرہ فرمایا ہے اور آپ کے ساتھ والوں میں سے دو چار نہیں بلکہ ایک گروہ کو اس صفت میں آپ کے ساتھ شامل کیا۔ سورۂ مزمل مکی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ تعریف اصحاب مہاجرین کی بیان ہو رہی ہے، حالانکہ از روئے مذہب شیعہ مہاجرین میں سوا حضرت علیؓ کے اور کوئی بھی لائق نہ تھا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زہد اور کثرتِ عبادت کی صفت حضرت ابوبکر صدیقؓ میں سب سے زیادہ تھی۔ خدا کی قدرت ہے کہ کتبِ شیعہ میں بھی یہ اقرار موجود ہے۔ فروع کافی جلد دوم ص ۴ میں ایک طولانی حدیث اس مضمون کی ہے کہ کچھ صوفی لوگ امام جعفر صادقؒ کے پاس آئے، امام ممدوح نے اُن کو کچھ نصیحتیں کیں، اسی سلسلہ میں حضرت سلمانؓ فارسی اور حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ "من ازهد من هؤلاء وقدقال فيهم رسول الله ماقال"۔ یعنی ان لوگوں سے بڑھ کر زاہد کون ہوسکتا ہے اور بہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا ہے جو کچھ فرمایا ہے۔

حق تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی کثرت عبادت کا تذکرہ متعدد آیات میں کیا ہے، آیتِ معیّت میں تـراھم رکعـاسجدا فرمایا، آیتِ میراث ارض میں قوم عـابـدین فرمایا، آیتِ استخلاف میں یعبدوننی ارشاد فرمایا، آیتِ تمکین میں اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

چھٹی آیت

کَلَّآ اِنَّھَا تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَہٗ فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ مَّرْفُوْعَۃٍ مُّطَھَّرَۃٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ۔ (عبس پارہ ۳۰)

ترجمہ: بہ تحقیق یہ ایک نصیحت ہے جو چاہے اس کو یاد کرے اُن باعزت صحیفوں میں جو بلند مرتبہ اور پاکیزہ ہیں اور بزرگ نیکوکار لکھنے والوں کے ہاتھ میں رہتے ہیں۔

ف: اس آیت میں رسول خدا ﷺ کے اصحاب کرامؓ کی تعریف ہے، ان کو بزرگ اور نیکوکار فرمایا گیا ہے، یہ اُن صحابہؓ کرامؓ کی بابت ہے جو قرآن مجید کی کتابت کرتے تھے جیسے حضرت عثمانؓ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس آیت کی تفسیر میں سفرۃ کرام بررۃ سے فرشتوں کو مراد لینا سیاقِ قرآن کے مطابق نہیں ہے، خداوند کریم جل شانہ نے فرمایا کہ یہ نصیحت اُن پاکیزہ ورقوں میں ملے گی جو بزرگ نیکوکار لوگوں کے ہاتھ میں ہیں، فرشتوں کے ہاتھ میں جو چیز ہے وہ انسانوں کی نظر سے غائب ہے، اس سے نصیحت کیوں کر حاصل کیجا سکتی ہے۔

ساتویں آیت

وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ (نصر۔ پارہ ۳۰)

ترجمہ: اور دیکھا (اے نبی) آپ نے لوگوں کو کہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوجوں کی فوجیں۔

ف: اس سورت میں حق تعالیٰ نے اپنے دو انعام ذکر فرمائے ہیں۔ اول: فتح مکہ، دوم: لوگوں کا بکثرت دینِ الٰہی میں داخل ہونا۔ پھر ان انعامات پر آنحضرت ﷺ کو شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مذہبِ شیعہ کی بنا پر کسی طرح یہ آیت صادق نہیں ہو سکتی کیونکہ آیت بتا رہی ہے کہ فوجوں کی فوجیں دینِ الٰہی میں داخل ہوئیں اور مذہبِ شیعہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ صرف معدودے چند صدق دل سے مسلمان ہوئے تھے باقی سب منافقانہ طور اسلام کا اظہار کرتے تھے اور بعد آنحضرت ﷺ کے مرتد ہو گئے تھے (معاذ اللہ منہ) بھلا کوئی کہہ سکتا ہے کہ معدودے چند لوگوں کو افواج کی لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یا منافقانہ طور پر اظہارِ اسلام کرنے کو دینِ الٰہی میں داخل ہونا کہا جا سکتا ہے اور پھر یہ منافقانہ اسلام اور وہ بھی چند روز کے لئے انعامِ الٰہی میں شمار ہو سکتا ہے۔ حاشا ثم حاشا۔

آٹھویں آیت

قرآن مجید میں کہیں کہیں صحابۂ کرامؓ پر تعلیمی طرز میں کچھ عتاب کیا گیا ہے بالکل اسی رنگ میں جیسا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے متعلق بھی ہوتا رہا ہے مگر ان عتاب کی آیتوں میں بھی صحابۂ کرامؓ کی فضیلت ایسی ہے کہ مذہبِ شیعہ کے قلع قمع کرنے کیلئے کافی ہے۔ چنانچہ دو ایک آیتیں اس قسم کی بھی ملاحظہ ہوں:۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ (آل عمران، پارہ ۴)

ترجمہ: اور یاد کیجئے اے نبیؐ جب آپ اپنے گھر سے چلے اور ایمان والوں کو لڑائی کی صف میں کھڑا کر رہے تھے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے، جب تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا کہ سستی کریں اور اللہ اُن دونوں گروہوں

کا ولی یعنی کارساز ہے اور اللہ ہی پر چاہئے کہ ایمان والے بھروسہ کریں۔

ف: اس آیت میں اُحد کی لڑائی کا بیان ہے، ارشاد فرمایا کہ تم میں سے دو گروہوں نے ہمّت ہاری تھی اور اللہ ان دونوں کا ولی تھا۔ معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مومنین کی بہت بڑی جماعت تھی اور اس جماعت کے دو گروہوں نے ہمت ہاردی تھی، ان ہمت ہارنے والوں کا بھی اللہ ولی تھا، ہمت نہ ہارنے والوں کا بدرجۂ اولیٰ۔ اور یہ بات قرآن مجید کی دوسری آیات سے ثابت ہے کہ اللہ ایمان والوں کا ہی ولی ہوتا ہے، چنانچہ تلک الرسل میں ہے: اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا۔

اب خیال کرو کہ مذہب شیعہ کی تعلیم کہ اُس زمانہ میں صرف چار پانچ مومن تھے اس آیت سے غلط ہوگئی یا نہیں، اور مذہبِ شیعہ کا قلع قمع ہوگیا یا نہیں؟

نویں آیت

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ. (انفال پارہ ۹)

ترجمہ: جس طرح آپکو اے نبی آپکے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا اور بہ تحقیق ایک فریق ایمان والوں میں سے اس نکلنے کو ناپسند کرتا تھا۔

ف: اس آیت میں غزوۂ بدر کا بیان ہے کہ ایمان والوں میں ایک گروہ اس سفر کو ناپسند کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ اس وقت بھی ایمان والوں کی بڑی تعداد تھی جن میں سے کچھ لوگ اُس سفر کے خلاف تھے، حالانکہ مذہبِ شیعہ کی رو سے اس وقت چار پانچ مومن بھی نہ تھے، کیونکہ سلمان فارسی بھی اس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے۔

شیعوں نے اپنی کتابوں میں یہ بھی لکھ دیا کہ جن لوگوں کو اس آیت میں سفر کا مخالف ظاہر کیا گیا ہے وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر تھے۔ حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۲۲۹ میں

ہے کہ ''موافق روایاتِ سابق معلوم است کہ ایں کنایات با ابوبکر و عمر است کہ کارہ بودند جہاد را'' مگر اتنا نہ سمجھے کہ حضرت ابوبکر و عمر کو کارہین میں داخل کرنے سے ان کا مومن ہونا بھی ثابت ہو جائے گا، کیونکہ خدا نے کارہین کو فریقامن المومنین فرمایا ہے۔

دسویں آیت

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَھَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ، اِنْ تَتُوْبَا اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا۔

ترجمہ: اور جبکہ نبی نے اپنی کسی بی بی سے راز کی بات کہی پھر جب اُس بی بی نے وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبیؐ کو اس بات پر اطلاع دی تو نبیؐ نے اس راز کے بعض حصہ کی بازپُرس کی اور بعض سے چشم پوشی کی، جب نبی نے اس بی بی سے اس کو بیان کیا تو اس بی بی نے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی، نبی نے کہا کہ مجھے دانائے باخبر یعنی اللہ نے خبر دی، اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کر لو (تو بہتر ہے) اس لئے کہ تم دونوں کے دل جھک گئے ہیں۔

ف: ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کا تذکرہ روایات میں ہے۔ سنہ ۹ ھ کا واقعہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے کوئی راز بیان فرمایا اور اُنھوں نے وہ راز حضرت عائشہؓ سے کہہ دیا اور بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افشائے راز کی خبر دی گئی اور آپؐ نے حضرت حفصہؓ سے اس کی بازپُرس کی، اسی پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وہ راز کی بات کیا تھی اس کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ مغافیر ایک قسم کا شہد ہوتا ہے حضرت اس کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور آپؐ کی ازواج مطہرات کو پسند نہ تھا، حضرت حفصہؓ سے آپؐ نے فرمایا کہ اب میں اس

شہد کا کبھی استعمال نہ کروں گا۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حفصہؓ کے مکان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہؓ سے خلوت فرمائی یہ امر حضرت حفصہؓ کو ناگوار گزرا تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اچھا اب میں ماریؓہ کو اپنے اوپر حرام کیے لیتا ہوں۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت حفصہؓ سے یہ بیان کیا تھا کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عمر بن خطابؓ۔ان تینوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ تینوں باتیں ایک ساتھ پیش آئی ہوں۔

یہ روایت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے خلافت کی سنّی وشیعہ دونوں کی کتابوں میں متعدد سندوں سے منقول ہے۔چنانچہ کتب اہل سنت کے چند حوالے حسب ذیل ہیں۔ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۳۰ میں ہے:

عن ابن عباس قال واللہ ان امارۃ ابی بکر وعمر لفی کتاب اللہ قال اللہ تعالیٰ واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجہ حدیثا قال لحفصۃ ابوک وابو عائشۃ اولیاء الناس بعدی فایاک ان تخبری بہ احدا اخرجہ الواحدی ولہ طرق ذکر بعضہا فی الریاض النظرۃ ۔

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم ابوبکرؓ وعمرؓ کی خلافت کا ذکر اللہ کی کتاب میں ہے، دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجہ حدیثا وہ بات یہ تھی کہ آپؐ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ تمھارے والد اور عائشہؓ کے والد میرے بعد خلیفہ ہوں گے،خبردار اس کو کسی سے بیان نہ کرنا۔اس حدیث کی تخریج واحدی نے کی ہے،اس کی سندیں متعدد ہیں جن میں بعض ریاض النظرہ میں مذکور ہیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۹ میں ہے:

عن عائشۃ فی قولہ واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجہ حدیثا قال اسر

الیھاان ابابکر خلیفتی من بعدی وعن علی وابن عباس قالاوالله ان امارة ابی بکر وعمر لفی الکتاب واذاسر النبی الیٰ بعض ازواجه حدیثاقال لحفصة ابوک وابوعائشة والیاالناس بعدی فایاک ان تخبری به احدا .

وعن میمون بن مهران فی قوله واذاسرالنبی الیٰ بعض ازواجه حدیثا قال اسرالیھاان ابابکر خلیفتی من بعدی وعن حبیب بن ابی ثابت واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجه حدیثا،قال اخبر عائشة ان اباھاالخلیفة من بعد ابیھاوعن الضحاک فی قوله واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجه حدیثا قال اسر الی حفصة بنت عمر ان الخلیفة من بعده ابوبکر ومن بعد ابی بکر عمر . وعن مجاھد فی قوله عرف بعضه واعرض عن بعض قال الذی عرف امر ماریة واعرض عن قوله ان اباک واباھایلیان الناس من بعدی مخافة ان یفشو .

حضرت عائشہؓ سے واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجه حدیثا کی تفسیر میں منقول ہے کہ وہ راز یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابوبکرؓ میرے بعد میرے خلیفہ ہوں گے،اور علیؓ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے اللہ کی قسم ابوبکرؓ وعمرؓ کی خلافت قرآن میں مذکور ہے واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجه حدیثا ،آنحضرت ﷺ نے حفصہؓ سے فرمایا کہ تمھارے والداور عائشہؓ کے والد میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے،خبردار اس کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

اور میمون بن مہران سے واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجه حدیثا کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابوبکر میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔اور حبیب بن ابی ثابت سے واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجه حدیثا کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو خبر دی تھی کہ تمھارے والد میرے بعد خلیفہ ہوں گے اوران کے بعد حفصہؓ کے والد۔اور ضحاک سے واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجه

حدیثا کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنتِ عمرؓ سے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے اور بعد ابو بکرؓ کے عمرؓ۔ اور مجاہد سے **عرف بعضه واعرض عن بعض** کی تفسیر میں منقول ہے کہ جس بات پر آپؐ نے بازپرس کی وہ ماریہؓ کا معاملہ تھا اور جس بات سے آپؐ نے چشم پوشی کی وہ یہ تھی کہ اے حفصہ تمھارے والد اور عائشہؓ کے والد میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے۔ یہ چشم پوشی اس لئے کی کہ بات زیادہ مشہور نہ ہو۔

اور کتب شیعہ میں اُن کی سب سے زیادہ معتبر تفسیر قمی مطبوعہ ایران صفحہ ۳۵۴ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے کہا:۔

ان ابابکر یلی[1] الخلافة بعدی ثم من بعده ابوک فقالت من اخبرک بھٰذا قال اللہ اخبرنی.

ترجمہ: بہ تحقیق ابو بکر والی خلافت ہوں گے میرے بعد، پھر ان کے بعد تمھارے والد، حضرت حفصہؓ نے پوچھا کہ آپ کو یہ خبر کس نے دی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے یہ خبر دی ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخینؓ کی خلافت کی خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے دے گئے تھے اور یہ خبر آپ نے اپنی بی بی کو خوش کرنے کے لئے سُنائی تھی اور یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی ناجائز چیز کی خبر سنا کر آپ اپنی بی بی کو خوش کریں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مشیتِ الٰہی کا حال معلوم ہو چکا اور خدا آپ کو خبر دے چکا کہ آپ کے بعد شیخینؓ خلیفہ ہوں گے تو یہ ممکن نہیں کہ آپ نے حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق کوئی ارشاد فرمایا ہو، جس قدر روایتیں کتبِ شیعہ میں اس کے متعلق ہیں

---

[1] مقبول احمد نے اپنے ترجمۂ قرآن صفحہ ۸۹۴ میں اس روایت کو نقل کیا ہے مگر ترجمہ میں بڑی خیانت کی ہے لکھتا ہے کہ "آنحضرت نے فرمایا میرے بعد ابو بکر خلیفہ بن بیٹھے گا" لفظ "یلی" کا ترجمہ "بن بیٹھے گا" کتنی بڑی جرأت ہے۔ اللہ اکبر۔

ان سب کا جعلی ہونا اسی سے ظاہر ہے۔

ف: ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو نصیحت فرمائی ہے اور تعلیمی طرز میں اُن پر عتاب کیا ہے اور توبہ کا حکم دیا ہے۔ شیعہ اس پر بہت خوش ہوتے ہیں اور حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ کی برائی ثابت کرنے کیلئے اسی آیت کو پیش کر دیا کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر اس قسم کی تعلیمی باتوں سے طعن قائم ہو سکے تو پھر اسی قرآن مجید سے نبیوں کی مذمت بھی ثابت ہو سکے گی، خصوصاً سید الانبیا علیہ وسلم کی جن کے متعلق اسی سورت میں فرمایا کہ "لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ" یعنی اے نبیؐ آپ حلال چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں، آپ اپنی بیبیوں کی رضامندی چاہتے ہیں، اور ایک دوسری جگہ فرمایا کہ "اَتَخْشَی النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ" یعنی کیا آپ آدمیوں سے ڈرتے ہیں حالانکہ اللہ سے آپ کو ڈرنا چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شیعہ جس لفظ پر زیادہ کودتے ہیں یعنی "فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا" خدا کی قدرت یہ ہے کہ اسی لفظ سے ازواج مطہرات کی منقبت بھی ثابت ہوتی ہے، اس لفظ سے صاف ظاہر ہے کہ اس افشائے راز کی وجہ سے ان کے دل مائل ہو گئے، اس سے پہلے مائل نہ تھے۔ حالانکہ حسبِ عقائد شیعہ وہ پہلے ہی سے منافق تھیں اور ان کے دل پہلے ہی سے بوجہ نفاق کے مائل تھے، معاذ اللہ من ذالک اس لفظ سے ان کے نفاق کی نفی ایسی واضح ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ رہا دل کا مائل ہو جانا وہ کوئی ایسی بڑی چیز نہیں ہے، خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ "لَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنَاکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا"۔

ازواج مطہرات کو ان آیتوں میں توبہ کا حکم دیا گیا، یوں تو ہر توبہ کے قبول

فرمانے کا وعدہ ہے مگر جس کو خصوصیت کے ساتھ توبہ کا حکم دیا جائے اس کی توبہ کے قبول ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا تائبین کے جو فضائل قرآن مجید میں ہیں ان کے لئے ثابت ہوگئے۔

اب رہی یہ بات کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ اُنھوں نے توبہ کی یا نہیں؟ اس کا ثبوت بھی قرآن مجید ہی سے ہوتا ہے، کیونکہ اس کے بعد ازواج مطہرات کی سخت آزمائش کی گئی ایک طرف ان کو غیر محدود متاعِ دُنیا کا وعدہ دیا گیا اور دوسری طرف رسول خدا ﷺ کی زوجیت رکھی گئی ہے، جب اس امتحان میں وہ کامل اُتریں اور اس غیر محدود متاع کو اُنھوں نے ٹھکرا کر رسول خدا ﷺ کی زوجیت کو اختیار کیا تو پھر اُن کی شان میں آیتِ تطہیر نازل ہوئی، ان کو تمام ایمان والوں کی ماں کا خطاب دیا گیا اور ان کو تمام جہان کی عورتوں سے افضل فرمایا گیا اور رسول خدا ﷺ کی دائمی زوجیت کی خبر ان کو دی گئی، اس طرح کہ رسول کو انکے طلاق دینے سے ممنوع کر دیا گیا۔ یہ سب مضامین آیتِ قرآنی میں مذکور ہیں (دیکھو تفسیر آیتِ تطہیر) اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر اُنھوں نے توبہ نہ کر لی ہوتی تو یہ فضائل اُن کے ہرگز نہ بیان فرمائے جاتے۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد　　　عیب نماید ہنرش در نظر

ایک لطیفہ

قرآن مجید میں علاوہ تصریحات کے لطیف اشارات میں بھی صحبتِ نبویؐ کے اثرات کو بیان فرمایا گیا ہے، چنانچہ ایک لطیفہ اُن لطائف میں سے ہدیۂ ناظرین ہے:۔

سورۂ نمل میں بذیل قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام ارشاد ہوا ہے: قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی فوج جب چیونٹیوں کے جنگل میں داخل ہوئی

تو ایک چیونٹی دوسری سے کہنے لگی کہ دیکھو تم سب اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اُن کی فوج کے لوگ نادانستگی میں تم کو کچل ڈالیں۔

امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے نبی کی صحبت کا اثر بتایا ہے کہ چیونٹی بھی یہ جانتی تھی کہ سلیمان کے لشکر کے لوگ دیدہ و دانستہ ایک چیونٹی کو بھی نہ کچلیں گے، ہاں نادانستگی میں چیونٹی ان کے پاؤں کے نیچے کچل جائے تو ہو سکتا ہے۔ لشکری اور فوجی لوگ عموماً بے رحم اور سفاک ہوتے ہیں مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی صحبت نے ان میں بھی یہ بات پیدا کر دی ہے کہ اگر چیونٹی بھی ان کے پاؤں کے نیچے کچل جائے تو لا یشعرون کی حالت میں، دیدہ و دانستہ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

امام ممدوح فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرامؓ کو ظالم کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے نبی کی بیٹی پر ظلم کیا اور ظلم بھی ایسا کہ جس کی نظیر دُنیا میں کم ہو گی یعنی ان کو مارا پیٹا حمل گرادیا وغیرہ وغیرہ۔ درحقیقت وہ ایک چیونٹی سے بھی عقل میں کمتر ہیں۔ مورچہ سُلیمان بھی اصحابِ نبی کا اس قدر ادب کرتی ہے کہ ایک چیونٹی کے کچل جانے کو بھی ان کے طرف منسوب کرتی ہے تو لا یشعرون کی قید لگاتی ہے اور یہ لوگ اس قسم کے سنگین مظالم کو صحابۂ کرامؓ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ذرا باک نہیں کرتے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کہ آپ کی ازواج مطہرات کی اس قدر عیب جوئی و بدگوئی صاف بتا رہی ہے کہ مذہب شیعہ کو جو کچھ عداوت ہے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ورنہ ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ اپنے خانہ ساز ائمہ اور اُن کے گھر والوں کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کرتے۔ اصحابِ ائمہ میں باہم لڑائیاں بھی ہوئی

ہیں، ایک نے دوسرے سے ترکِ کلام بھی کردیا ہے، مگر دونوں فریق کو شیعہ مانتے ہیں، دونوں کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں، اصحابِ رسولؐ پر تو معائب کا افترا کرتے ہیں اور اصحابِ ائمہ کے واقعی معائب پر بھی پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اصحابِ رسولؐ وازواج مطہراتؓ کے جو جو فضائل قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں ان کی کوئی تاویل شیعوں سے نہیں ہوسکتی اسی لیے اُنھوں نے قرآن مجید کو محرف کہا، معما قرار دیا اور خدا کے لئے بدا تجویز کیا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر کوئی بات ان کی عقل سلیم کے نزدیک قابلِ قبول نہ ہوئی۔

هٰذا آخر الكلام والحمد لله رب العالمين

والصلوٰة والسلام علىٰ نبيه وآله اجمعين.